ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

فروری ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

ماھنامہ

انصار اللہ ربوہ

فروری ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

اس شمارہ میں

جلد نمبر ـــــــ ۳۳
شمارہ نمبر ـــــــ ۲

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:- قاضی منیر احمد
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

شرح چندہ

پاکستان ـــــــ تیس روپے سالانہ
قیمت فی پرچہ ـــــــ تین روپے

مُصلح موعُود کے متعلّق عظیم الشّان پیشگوئی

"خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیّت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لاویں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کُھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمانوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدّس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علومِ ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے)۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھر الاوّل والآخر۔ مظھر الحقّ

والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا۔

پھر خدائے کریم جلّ شانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور مَیں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتینِ مبارکہ سے جن میں تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اِرد گرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سر سبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلا لوں گا پر تیرا نام صفحۂ ہستی سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ ..... کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی ظلّی[1] طور سے

---

[1] اُمتی کا کمال ہے کہ اپنے نبی متبوع سے بلکہ تمام انبیائے متبوعین علیہم السلام سے مشابہت پیدا

ان سے مشابہت رکھتا ہے اور تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تُو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبّت ڈالے گا یہانتک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچّا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط"

(اشتہار ۱۰ فروری ۱۸۸۹ء)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کرے۔ یہی کامل اتباع کی حقیقت اور علتِ غائی ہے جس کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا کرنے کے لئے ہم لوگ مامور ہیں بلکہ یہی انسان کی فطرت میں تقاضا پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ..... لوگ اپنی اولاد کے نام بطور تفاول عیسیٰؑ، داؤدؑ، موسیٰؑ، یعقوبؑ، محمدؐ وغیرہ انبیاء علیہم السّلام کے نام پر رکھتے ہیں اور تب یہ ہوتا ہے کہ تا وہی اخلاق و برکات بطور ظلّی ان میں بھی پیدا ہو جائیں۔ فتدبّر

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہتے ہیں۔

منظوم عربی کلام

وَجَاءَ بِقُرْاٰنٍ مَجِيْدٍ مُكَمَّلٍ مُنِيْرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَيُنَوِّرُ

اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا قرآن لیکر آیا جو عظیم الشان، مکمل اور نور عطا کرنیوالا ہے۔ اِس قرآن نے ایک عالم کو منوّر کیا اور آئندہ بھی منوّر کرتا رہے گا

كِتَابٌ كَرِيْمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيْلَةٍ وَيَسْقِيْ كُؤُسَ مَعَارِفٍ وَّيُوَفِّرُ

وہ ایک عزّت والی کتاب ہے جو تمام فضائل کی جامع ہے۔ وہ معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے

وَفِيْهِ رَاَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَفِيْهِ وَجَدْنَا مَا يَقِيْ وَيُبَصِّرُ

اور اس میں ہم نے ہدایت کے بیّن نشانات دیکھے ہیں اور اس میں ہم نے وہ تعلیمات پائی ہیں جو انسان کو ہلاکت سے بچاتی اور بصیرت عطا کرتی ہیں

طَرِيٌّ طَلَاوَتُهٗ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ لِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِيْرُ الْمُوَقِّرُ

اس کی شادابی ہمیشہ تر و تازہ ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی مٹا نہیں کیونکہ صاحبِ قدرت اور عزّت بخشنے والے خدا نے اسکی حفاظت فرمائی ہے

فَيَا عَجَبًا مِنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ اَرٰى اَنَّهٗ دُرٌّ وَّمِسْكٌ وَّعَنْبَرُ

اِس کتاب کا حُسن و جمال کیا خوب ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ چمک میں دُرِّ یکتا اور خوشبو میں مُشک و عنبر ہے

وَاِنَّ سُرُوْرِيْ فِيْ اِدَارَةِ كَاسِهٖ فَهَلْ فِي النَّدَامٰى حَاضِرٌ مَنْ يُكَرِّرُ

میری خوشی تو اس کے جام گردش میں لانے میں ہے۔ کیا ہم مشرب جلیسوں میں کوئی حاضر ہے جو بار بار یہ جام لے

(کرامات الصّادقین)

منظوم فارسی کلام

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیدہ
برغنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

قرآن کریم کے انوارِ پاک سے روشن صبح نمودار ہوگئی اور دلوں کی کلیوں پر بادِ صبا چلنے لگی

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد
ویں دلبری و خوبی کس در قمر نہ دیدہ

ایسی روشنی اور چمک تو آفتابِ نیم روز بھی نہیں رکھتا اور ایسا حُسن و جمال تو کسی نے چاند میں بھی نہیں دیکھا

از مشرقِ معانی صدہا حقائق آورد
قدِ ہلالِ نازک از نازکی خمیدہ

یہ قرآن منبع حقائق سے سینکڑوں نکاتِ معرفت اپنے ساتھ لایا ہے اور نازک ہلال کا قد ان نکات کی نزاکت سے جھک رہا ہے

آنکس کہ عالمش شد شُد مخزنِ معارف
واں بے خبر ز عالم کیں عالمے نہ دیدہ

جو شخص قرآن کریم کا عالم ہوگیا وہ معرفت کا خزانہ بن گیا اور جس نے دُنیائے قرآن کو نہیں دیکھا وہ دُنیا سے بیخبر ہے

بارانِ فضلِ رحماں آمد بمقدمِ اُو
بد قسمت آنکہ از وے سُوئے دگر دویدہ

خدائے رحمٰن کے فضل کی بارش اس کی پیشوائی کو آئی۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو اس کو چھوڑ کر دوسری طرف بھاگتا ہے

اے کانِ دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نورِ آں خدائی کیں خلق آفریدہ

اے معدنِ حُسن! مَیں خوب جانتا ہوں کہ تُو کہاں سے آیا ہے۔ تُو اس خدا کا نُور ہے جس نے مخلوق پیدا کی

میلم نہ ماند باکس محبوبِ من توئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس نورت بما رسیدہ

میرا کسی اور سے تعلق ہی نہ رہا۔ میرا محبوب تو صرف تُو ہی ہے کیونکہ تیرا نور اس خدا سے ہم تک پہنچا ہے جس تک ہر فریاد پہنچتی ہے

(براہین احمدیہ حصّہ سوم)

آئینۂ خدانما

(محترم نذیر احمد سندھو صاحب بی۔اے، ایل۔ایل۔بی۔ بوریوالا)

(۲)

۱۶۔ نحل

اے انسان! خلیفۃ اللہ (امراللہ) کے ظہور کے ساتھ قیامت ضرور برپا ہوتی ہے۔ دشمنوں کے منصوبے انہی پر اُٹھائے جاتے ہیں اور جہنّم ان کا ٹھکانا ہوتا ہے۔ متقی لوگ اِس دُنیا میں اور آخرت میں جنّت میں ہوتے ہیں۔

اے زندہ رسول! یہ مُردہ قومیں تیرے ذریعہ الہام کے پانی کے ساتھ اس طرح زندہ ہوں گی جس طرح پانی سے مُردہ زمین زندہ ہوتی ہے اور میٹھے پھل پھول دیتی ہے جن سے آگے خدا کے بتائے ہوئے طریق پر مکّھیاں شہد بناتی ہیں جس میں انسان کے جسمانی دُکھوں کی شفا ہے۔

پس اے زندہ رسول تو بھی روحانی مکّھیوں (اولیاء اللہ) کے ذریعہ روحانی پھل پھول (نیک اعمال) سے روحانی شہد (نیک اعمال جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہوں) تیار کر جس میں انسان کے تمام روحانی دُکھوں کی شفا ہے۔

جہانِ نَو (جنّتِ ارضی) کے ظہور کا وقت بہت قریب ہے آنکھ جھپکنے کی دیر ہے۔ یہ جنّتِ ارضی (جہانِ نَو) ان اولیاء اللہ کے گرد گھومے گی۔ ولی اللہ ایسی شہد کی مکّھی ہے جو ملکہ مکّھی (امامِ وقت) کی اِس طرح کامل اطاعت کرتی ہے جس طرح ابراہیم نے ہر خیر کے جامع اللہ کی کامل فرمانبرداری کی تھی۔

۱۷۔ بنی اسرائیل

اے انسان! اللہ نے تیری رہبری کے لئے زندہ رسول اتارا ہے۔ اگر تُو ایمان لائے گا تو جنّت

میں جائے گا۔ اگر روگردانی کرے گا تو قوم بنی اسرائیل، قومِ نوح، قومِ ثمود، قومِ داؤد اور ابلیس کی طرح گھاٹے میں پڑے گا۔ یقیناً جہانِ نَو (بعثتِ ثانیہ) کا زمانہ آئے گا جس میں جن کے ہاتھ میں ان کے اعمال کی کتاب دی جائے گی وہ بڑے شوق سے اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور اندھے اندھے ہی رہیں گے۔

۱۸۔ کہف

اے انسان! امامِ وقت تیری رہنمائی کے لئے صداقت سے معمور ہے۔ اصحابِ کہف کی طرح تجھے کمزوری کے گڑھے میں سے نکالنے کے لئے جانکاہ کوشش کرتا ہے۔ یقیناً جہانِ نَو کا موعود زمانہ آئے گا۔ امامِ وقت ذوالقرنین کی طرح یاجوج ماجوج کے پہاڑوں کے درمیان حصنِ حصین (حصارِ عافیت) کا کام دے گا۔ یہ پناہ گاہ امامِ وقت اپنے کامل متبعین کی مدد سے تیار کرے گا۔ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد عظیم تغیّر (نفخِ صور) ہوگا۔ جہنّم کافروں کے سامنے ہوگا۔ ایمان لانے والے فردوس نامی دائمی بہشت میں ہوں گے۔

اے انسان! امامِ وقت بھی تیری طرح ایک بشر ہے لہٰذا کامل پیروی کے لائق ہے۔ یہی مقصدِ حیات پانے کا یقینی ذریعہ ہے پس مکمل پیروی بلا چون وچرا کر۔ چون وچرا اور اطاعت ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

۱۹۔ مریم

اے انسان! عالم اور صادق الوعد خدا تیری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ اس نے جس طرح زکریا، مریم، ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، موسیٰ، ہارون، اسمٰعیل اور ادریس کو ہدایت دی اور وعدے پورے کئے اسی طرح وہ آئندہ بھی وعدے پورے کرے گا۔ ایمان لانے والوں کے لئے دائمی جنّت کا پکّا وعدہ ہے اس سے پہلے شیطانوں کے لئے جہنّمِ ارضی کا پکّا وعدہ ہے۔

۲۰۔ طٰہٰ

اے کامل قوّتوں والے مرد! قرآن کے ذریعہ صفاتِ حسنہ پیدا کرکے اپنا معراج

حاصل کر جس طرح موسٰی، ہارون اور مریم نے حاصل کیا۔ جہانِ نَو کا زمانہ جو نمونہ قیامت ہوگا ضرور آنے والا ہے جس میں مجرم نہ مریں گے نہ جئیں گے اور مومن جنّتِ ارضی میں اعلیٰ درجے پائیں گے۔ تغیرِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا۔ سردار (پہاڑ) ختم ہو جائیں گے۔ عوام امامِ وقت (داعی إلی اللہ) کے پیچھے بھاگ پڑیں گے۔ دُنیادار انسان کی طرف کوئی توجہ نہ دے گا۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمنِ بدنوا دو قدم دُور دو تین پَل جائے گی

عوام کو جنّتِ ارضی میں روٹی پانی، کپڑا اور مکان ملے گا اور ہر کوئی اپنا نیک انجام بھی دیکھ لے گا۔

۲۱۔ انبیاء

اے لوگو! جہانِ نو (یومِ حساب) قریب ہے جس میں اعمال کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔ کافروں کو پہلے کافروں کی طرح ہلاک کیا جائے گا اور مومنوں کو موسٰی، ہارون، ابراہیم، لوط، اسحٰق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، اسمٰعیل، ادریس، ذوالکفل، ذوالنون، یونس، زکریا، یحیٰی، مریم اور ابنِ مریم کی طرح مدد دی جائے گی۔ یاجوج ماجوج کے ظہور کے قریب ہی یومِ حساب (احتساب کا زمانہ) ہے جس میں کافر اور ان کے سردار عذابِ جہنّم میں پڑ کر چلّائیں گے (زفیرٌ) انجامکار نیک لوگ ہی رُوئے زمین کے وارث ہوں گے۔

۲۲۔ حج

اے لوگو! جہانِ نَو (زلزلۃ الساعت) ضرور آئے گا۔ مومن جنّتِ ارضی میں ہوں گے اور مخالف عذابِ جہنّمِ ارضی میں ہوں گے جو راہِ خدا اور حج مسجد الحرام سے روکتے ہیں۔ ماموِر وقت کو جھٹلانے والوں کا انجام قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ ابراہیم، قومِ لوط اور قومِ موسٰی کی طرح خطرناک ہے۔ جہانِ نَو کا دَور اچانک آئے گا۔

۲۳۔ مومنون

اے انسان! کامل مومن جن کی روحانی تکمیل جسمانی تکمیل کی طرز پر ہے اور ہر دو صورتوں میں بالمقابل سات درجوں پر مشتمل ہے فردوسِ ارضی کے وارث ہوں گے۔ جو لوگ ماموِر وقت

کو جُھٹلائیں گے وہ نوح اور بعد کے انبیاء اور موسٰی اور ہارون اور ابنِ مریم کے منکرین کی طرح ہلاک ہوں گے۔

جہانِ نَو کے زمانہ میں انقلابِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا۔ اِسی دُنیا میں نیک جنّت میں اور گنہگار جہنّم میں ہوں گے۔

۲۴۔ نور

اے انسان! سب برکت (نورِ علم) دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ ہمیشہ مومنوں میں سے خلیفۃ اللہ بناتا رہے گا۔ خلیفۃ اللہ پر ایمان لانے والے احسن جزاء پائیں گے اور کافر عذابِ جہنّم میں پڑیں گے۔ جہانِ نَو (رجعت) کے زمانہ میں لوگوں کو انکے اعمال کا حال بتایا جائے گا۔

۲۵۔ فرقان

اے انسان! صاحبِ فرقان کے ماننے والے جنّت میں ہوں گے اور کاذب جہنّم میں ہوں گے۔ قیامت کا زمانہ (ساعت) ضرور آئے گا۔ اس کے بعد متقیوں کی جنّت کا زمانہ (جہانِ نَو) بھی ضرور آئے گا۔

۲۶۔ شعراء

اے انسان! خلیفۃ اللہ پر موسٰی، ابراہیم، نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب کی طرح ایمان لاکر جہانِ نَو (یوم یبعثون) کی جنّت میں داخل ہوجا اور گمراہ فرعون اور اقوامِ نوح، عاد، ثمود، اور لوط کی طرح ہلاک ہوگا۔ جہانِ نَو کا زمانہ اچانک (بغتۃً) آئے گا۔ خلیفۃ اللہ شعراء میں سے نہیں ہے جن کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوتے ہیں۔

۲۷۔ نمل

اے انسان! جہانِ نَو کا نظام ضرور آئے گا جو کہ امامِ وقت کے ذریعہ ہوگا جو موسٰی، داؤد، سلیمان، بلقیس، سبا، صالح اور لوط کی طرح ایمان لائے گا اس کو بہتر بدلہ ملے گا اور جو قومِ ثمود

اور لوط کی بیوی کی طرح انکار کرے گا عذاب میں پڑے گا۔ دابۃ الارض کے ذریعہ تباہی آئے گی۔ نفخِ صور ہوگا۔

۲۸۔ قصص

اے انسان! امامِ وقت (خلیفۃ اللہ) مثیلِ موسیٰ ہے۔ اگر تُو ایمان لائے گا تو بہتر جزاء پائے گا۔ اگر تُو فرعونیت دکھائے گا تو اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ یومِ قیامت ضرور آئے گا۔ جہانِ نَو (دار الآخرۃ) کا زمانہ متقیوں کا دَور ہوگا۔

۲۹۔ عنکبوت

اے انسان! جس طرح جسمانی پیدائش میں والدین کا احسان ہوگا اسی طرح روحانی پیدائش میں خلیفۃ اللہ کا احسان ہوتا ہے۔ جو نوح، ابراہیم، لوط اور شعیب کی طرح ایمان لاتا ہے وہ بہترین جزاء پاتا ہے۔ کافر اور منافق کے لئے عاد، ثمود کی اقوام اور قارون، فرعون اور ہامان کی طرح دردناک عذاب ہے۔ ان کو دوست بنانا مکڑی کا گھر بنانا ہے۔ جہانِ نَو (دار الآخرۃ) کا زمانہ ضرور آئے گا۔

۳۰۔ روم

اے انسان! غلبۂ روم کی طرح دنیاوی ادوار بدلتے رہیں گے۔ انجام کار جہانِ نَو کا نظام قائم ہوکر رہے گا جو کہ لقائے الٰہی کا نظام ہے۔ جہانِ نَو (یومِ بعث) کا نظام خلیفۃ اللہ کے ذریعہ برپا ہوگا۔ مومن اسی دُنیا میں جنت میں اور کافر اسی دُنیا میں عذاب میں ہوں گے یہی دینِ فطرت ہے۔

۳۱۔ لقمٰن

اے انسان! لقمٰن کی طرح شُکر گزار بن۔ والدین کا احسان مند بن کر اللہ کا شُکر گزار بن اور اس کے بیٹے کی طرح احکام کی اتباع کر۔ جہانِ نَو (یومِ ساعت) یقیناً ظاہر ہوگا۔ بلاشُبہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

۳۲۔ سجدہ

اے انسان! جسمانی اور روحانی مکمل پیدائش کی طرح تیری نوی تکمیل بھی لقائے الٰہی کی شکل میں جہانِ نو (یومِ فتح) میں ہوگی۔ خلیفۃ اللہ کو سجدۂ اطاعت کر اور اپنے مالکِ حقیقی کی تحمید و تسبیح اور تکبیر کر۔ جہانِ نو میں مومن جنت میں ہوں گے اور فاسق دوزخ میں۔

۳۳۔ احزاب

اے مومنو! زندہ رسول میں تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ چاہیئے کہ حملہ آور لشکروں (احزاب) کو دیکھ کر ایمان اور اطاعت میں آگے بڑھو اور رسول اور آلِ رسول (خلفاء) پر دُرود بھیجو۔ جہانِ نو (ساعت) کا زمانہ ضرور آئے گا جس میں کافروں کے لئے عذاب اور مومنوں کے لئے فضل ہے۔

۳۴۔ سبا

اے بنی آدم! جہانِ نو (ساعت) کا زمانہ جس میں مومن کو جزا ملے گی اور کافر کو عذاب اور گمراہی حاصل ہوگی، آکر رہے گا جس طرح داؤد، سلیمان اور سبا کا دَور آکے رہا۔ خلیفۃ اللہ (امامِ وقت) صرف اللہ کی وحی کی وجہ سے ہدایت پر ہے۔

۳۵۔ فاطر

اے لوگو! جہانِ نو (فاطر) خلیفۃ اللہ کے ذریعہ پیدا ہوگا جس میں کافر عذاب میں ہوگا اور مومن انعام پائے گا۔ جہنم میں وہ نہ مریں گے اور نہ کمی آئے گی اور وہ بہت چیخیں گے۔ جہانِ نو (نئی زمین اور نیا آسمان) بلاشبہ نظامِ اُخروی کی طرز پر بنے گا۔

۳۶۔ یٰسٓ

اے انسان! زندہ سردار اور زندہ کلام قرآن ہی کامیابی کا راستہ ہے متقی جنت میں ہوگا اور منکر عذابِ جہنم میں ہوگا۔ یقیناً (صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً) ایک اچانک عذاب

کا زمانہ آئے گا۔

انقلابِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا۔ عدل کا زمانہ آئے گا۔ مامورِ وقت (خلیفۃ اللہ) کے کُن کہنے سے فَیَکُوْن ہو جاتا ہے۔

۳۷۔ صافات

اے لوگو! صفیں باندھے مجاہدین قرآن سے پیش کرتے ہیں کہ توحیدِ اَتم کی تجلّی کے طور پر جہانِ نَو (یوم الدین یومِ فصل) آئے گا جس میں ظالم سرکش جہنّم میں ہوں گے اور اللہ کے مخلص بندے جنّت میں ہوں گے جیسے نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، موسیٰ، ہارون، الیاس بلکہ الیاسین (الیاس، یحییٰ اور سیّد احمد بریلوی وغیرہ) اور لوط اور یونس جنّت میں ہیں۔

۳۸۔ صٓ

اے انسان! یہ قرآن صادق خدا کا زندہ کلام ہے۔ اگر تم نے زندہ رسول کو جھٹلایا تو عذاب اچانک آئے گا جس طرح قومِ نوح، عاد، فرعون، قومِ ثمود، لوط اور ایکہ والے لوگوں (حضرت شعیب کی قوم) پر عذاب نازل ہوا۔ متقی لوگ حضرت داؤد، سلیمان، ایوب، ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، اسمٰعیل، یسع (یسعیاہ) ذوالکفل (حزقیل) کی طرح جنّت (ارضی وسماوی) میں ہونگے۔

۳۹۔ زمر

اے لوگو! یہ زندہ کلام قرآن اللہ نے اتارا ہے۔ زندہ نبی کی اطاعت کرکے جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ نافرمان لوگ تکبّر کی وجہ سے جہنم کے حقدار ٹھہریں گے جن پر عذاب اچانک آئے گا۔

انقلابِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا جس میں نیک لوگوں (ملائکہ) کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

۴۰۔ مومن

اے انسان! یہ زندہ کلام زندہ رسول پر اُترا ہے۔ اگر تُو نے قومِ نوح اور فرعون، ہامان، قارون، نیز قومِ عاد، قومِ ثمود اور قومِ یوسف کی طرح انکار کیا تو اُن کی طرح ہلاک کیا جائے گا۔

جہانِ نَو (ساعت) ضرور آئے گا جس میں مومن ارضی وسماوی جنّت میں ہوں گے۔　　(باقی)

کا زمانہ آئے گا۔

انقلابِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا۔ عدل کا زمانہ آئے گا۔ مامورِ وقت (خلیفۃ اللہ) کے کُن کہنے سے فَیَکُوْن ہوجاتا ہے۔

۳۷۔ صافات

اے لوگو! صفیں باندھے مجاہدین قرآن سے پیش کرتے ہیں کہ توحیدِ اتم کی تجلّی کے طور پر جہانِ نَو (یوم الدین یومِ فصل) آئے گا جس میں ظالم سرکش جہنّم میں ہوں گے اور اللہ کے مخلص بندے جنّت میں ہوں گے جیسے نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، موسیٰ، ہارون، الیاس بلکہ الیاسین (الیاس، یحییٰ اور سیّد احمد بریلوی وغیرہ) اور لوط اور یونس جنّت میں ہیں۔

۳۸۔ صٓ

اے انسان! یہ قرآن صادق خدا کا زندہ کلام ہے۔ اگر تم نے زندہ رسول کو جھٹلایا تو عذاب اچانک آئے گا جس طرح قومِ نوح، عاد، فرعون، قومِ ثمود، لوط اور ایکہ والے لوگوں (حضرت شعیب کی قوم) پر عذاب نازل ہوا۔ متقی لوگ حضرت داؤد، سلیمان، ایوب، ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، اسمٰعیل، یسع (یسعیاہ) ذوالکفل (حزقیل) کی طرح جنّت (ارضی و سماوی) میں ہونگے۔

۳۹۔ زمر

اے لوگو! یہ زندہ کلام قرآن اللہ نے اتارا ہے۔ زندہ نبی کی اطاعت کرکے جنّت میں داخل ہوجاؤ۔ نافرمان لوگ تکبّر کی وجہ سے جہنم کے حقدار ٹھہریں گے جن پر عذاب اچانک آئے گا۔

انقلابِ عظیم (نفخِ صور) ہوگا جس میں نیک لوگوں (ملائکہ) کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

۴۰۔ مومن

اے انسان! یہ زندہ کلام زندہ رسول پر اُترا ہے۔ اگر تُو نے قومِ نوح اور فرعون، ہامان، قارون، نیز قومِ عاد، قومِ ثمود اور قومِ یوسف کی طرح انکار کیا تو اُن کی طرح ہلاک کیا جائے گا۔

جہانِ نَو (ساعت) ضرور آئے گا جس میں مومن ارضی و سماوی جنّت میں ہوں گے۔ (باقی)

کلام الامام

انصار اللہ کی ذمّہ داری

"انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں..... آپ ان ذمّہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلے میں آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دُو ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمّہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمّہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ کی نگاہ میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق رَاعِی بنائے گئے ہیں۔ آپ اِن دونوں ذمّہ داریوں کو سمجھیں اور جلد قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔ ہر رُکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اِس بات کی ذمّہ داری اُٹھائے کہ اُس کے گھر میں اُس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہیئے۔ انصار اللہ کی تنظیم کا یہ فرض ہے کہ وہ انصار اللہ مرکزیہ کو اِس بات کی اطلاع دیتی رہے کہ انصار اللہ نے اپنی ذمّہ داری کو کس حد تک نبھایا ہے اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۰/ اپریل ۱۹۶۹ء صہ)

ورثہ کے طور پر

"مَیں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نعمت جو قرآن کریم کی شکل میں آپ کو حضرت ...... کے طفیل دوبارہ ملی ہے اگر وہ ورثہ کے طور پر آپ کے بچّوں کو نہیں ملتی تو آپ اپنی زندگی کے دن پُورے کر کے خوشی سے اِس دُنیا سے رخصت نہیں ہوں گے۔ جب آپ کو یہ نظر آ رہا ہو گا کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کا خزانہ یعنی قرآن کریم جو آپ نے حضرت..... کے طفیل حاصل کیا تھا اس سے آپ کے بچّے کُلِّیَۃً ناواقف ہیں تو موت کے وقت آپ کو کیا خوشی حاصل ہوگی۔ آپ ان جذبات کے ساتھ اِس دُنیا کو چھوڑ رہے ہوں گے کہ کاش آپ کی آئندہ نسل بھی ان نعمتوں کی وارث ہوتی جن کو آپ نے اپنی زندگی میں حاصل کیا تھا۔ پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو اور پھر ان گھروں پر رحم کرو جن میں تم سکونت پذیر ہو کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۹/ فروری ۱۹۶۶ء صہ ۳)

ایک زائر کے قلم سے

جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء

قادیاں ہم عمر قیدی ہیں تیرے ؛ دھوپ میں تیری کٹے یا چھاؤں میں

(ابنِ سراج کرشن نگری)

کتنے بابرکت اور فیض رساں تھے اِس مبارک اجتماع کے یہ دن کہ آج تک آنکھیں تر ہیں۔ وہ نظّارے وہ منظر وہ یادیں آتی ہیں تو آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں اور دعا کی قبولیّت اور لذّت کے لمحات میسّر آجاتے ہیں میرے آقا نے اِس نعمت کے بارہ میں کیا خوب فرمایا تھا ؎

هر که نالد بدرگهت به نیاز ؛ بخت گُم کرده را بیابد باز

خداوند! جو تیری درگاہ پر عاجزی سے روتا ہے وہ اپنے گم شُدہ نصیب کو دوبارہ حاصل کر لیتا ہے۔

اور حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے صاحبزادہ مصلح الدین صاحب نے کہا تھا ؎

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ ؛ بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اِس تصوّر نے کہ چوالیس سال بعد ہمارے محبوب امام اُن دروازوں میں داخل ہوں گے۔ اُن دروازوں سے نکلیں گے جہاں سے خلیفۃ المسیح الثانی وہ ماہِ کنعاں نکلا کرتے اور داخل ہوتے تھے۔ پھر اُن گلیوں میں آپ کے قدم پڑیں گے جہاں حضرت بانیٔ سلسلہ، آپ کے رفقاء اور فدائی عشق و محبّت کے نغمے گاتے تھے۔

اور یہ جلسہ یہ مبارک اجتماع صد سالہ جشن تھا۔ ۱۸۹۲ء کو تین صد ستائیس پروانے اُس شمع کے گرد، خدا کی رضاء کے حصول، اُس آسمانی آقا کے قُرب کے خواہاں، ڈھاب کے اس وہ جہاں اَب مدرسہ احمدیہ اور انصار اللہ کے دفتر اور مہمان خانہ بن چکا ہے جمع ہوئے تھے۔ یہ کتنے خوش نصیب تھے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے اپنی کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں ان کے نام محفوظ کر دئے ہیں۔ سب سے پہلا

نام حضرت مولانا نورالدین صاحب کا ہے جن کے بارہ میں آپ نے فرمایا وہ میری یوں اطاعت کرتے ہیں جیسے خون دل کی، اِدھر دل دھڑکا اُدھر نبض پھڑکی۔ فرمایا ؎

چہ خوش بُودے اگر ہر یک ز اُمّت نور دیں بُودے

ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے

کیا اچھا ہوتا اگر ہر فرد اس جماعت میں نورالدین ہوتا۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہوتا اگر ہر دل یقین کے نُور سے بھرا ہوتا۔ اور آپ نے ہی تو فرمایا ہے یقین کی وہ دیوار ہے جس پر شیطان نہیں چڑھ سکتا۔ اس کے بعد آپ کے تین بھتیجوں کے نام ہیں۔ مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا نام ہے۔ میر حامد شاہ صاحب۔ مُنشی غلام قادر صاحب منیج۔ کپورتھلہ کے چاروں عُشّاق، نواب محمد علی صاحب۔ حافظ معین الدین صاحب۔ بٹالہ اور غوث گڑھ اور دوسرے مخلصین کے نام ابد تک محفوظ ہو گئے۔ آنے والی نسلیں ان خوش نصیبوں کی قسمت پر رشک کریں گی اور انہیں یاد رکھیں گی ــــ اس کے سَو سال بعد جو جلسہ ڈھاب کے دوسرے کنارے منعقد ہوا اس میں مسیح پاک کے "نافلہ" قدرتِ ثانیہ کے چوتھے مظہر دیدار کے مشتاق، زیارت کے پیاسوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آج مسیحِ پاک کے نام لیوا ہی آپ کے نفحاتِ قدسیہ سے فیضیاب ہونے نہیں آئے تھے غیر مسلموں کی بڑی تعداد آپ کے خیالات کو سُننے کے لئے ہمہ تن گوش تھی۔ آخری روز جب دن بھر کے سُورج نے مغرب کی ردا میں مُنہ کو چھپا لیا۔ ہر سُو اندھیرا چھا گیا اور آپ کو حاضرین کے چہرے بھی نظر نہ آتے تھے تو آپ نے تقریر کی طوالت کا ذکر فرمایا اور خطاب کے ختم کرنے کا ارادہ فرمایا کہ آپ مہمان میرے غیر مسلم دوست بھی تھک گئے ہوں گے تو انہوں نے بلند آواز سے جواب دیا مہاراج نہیں ہم نہیں تھکے اور مرزا طاہر احمد زندہ باد کے نعرے لگائے آج پیار کی مُرلی نفرت کی تاروں کو کاٹ رہی تھی۔ آج مختلف مذاہب کے پیرو احمدیت کے پلیٹ فارم سے یہ سُن رہے تھے کہ تمام مذاہب کے پیشوایان کی تعلیم کا نقطہ مرکزی ایک ہی تھا خدا سے محبت، بنی نوع انسان سے پیار، اُن کی خدمت ان کا مطمع نظر تھا۔

پاکستان ہی نہیں غیر ممالک کے مرد وزن، برنا و پیر کھچے چلے آئے تھے۔ تیرہ ہزار کا منتظمین نے اندازہ کیا تھا لیکن پچیس ہزار کے قریب مہمان اس طرح در آئے تھے جیسے آسمان پر پرندوں کے غول۔ پچیس کی شام کو راقم الحروف نے بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول، کالج جاکر دیکھا تو منتظمین نے بتلایا کہ تمام کمرے پُر ہو گئے ہیں اور اب کھیل کے میدانوں میں خیمے لگ رہے تھے۔ کراچی کی جماعت کے لئے بہشتی مقبرہ کے ملحقہ باغ اور خالی مقامات پر خیمے اور پرالی کی بڑی بڑی جھونپڑیاں بنائی گئی تھیں۔ درویشان اور دارِ مسیح

کے سب گھر نوح کی کشتی کی طرح مہمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ برآمدوں میں پردے کر کے مہمان پڑے تھے جس گھر میں خاکسار کا قیام تھا وہاں ایک کھاتا پیتا گھرانہ اپنے بانوے سالہ بزرگ کے ساتھ قیام پذیر تھا میرے اس خاندان سے ذاتی تعلقات تھے۔ میرے عرض کرنے پر کہ باباجی کو کیوں تکلیف دی۔ اُنہیں بخار اور پیشاب کی بھی تکلیف تھی۔ جواب دیا ہم نے بھی کہا تھا لیکن باباجی کہتے تھے عمر کا کیا اعتبار۔ قریباً سو سو برس کی عمر کے قریب بزرگ بھی اپنے آقا، مقدّس مقامات کی زیارت، اِس خوش منظر کو دیکھنے کے لئے چلے آئے تھے اور بہت تھے جو مجبوریوں، معذوریوں کی بناء پر اِس مبارک موقعہ پر شریک نہ ہو سکے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب ان کے لئے دعا کی تحریک فرمائی تو فرمایا اُن کے ایسے خطوط آئے ہیں کہ وہ بھی روتے ہیں اور مجھے بھی رُلایا ہے اور حضور کی آواز رِقّت کی وجہ سے گلے میں رندھ گئی۔ ہمارے آقا اور جماعت کے درمیان دو طرفہ محبّت کا دریا تھا جو اُمڈ آیا تھا۔ حضور مجلس میں تشریف لاتے یا نماز میں تو السلام علیکم السلام علیکم کی آوازیں آتیں۔ سجدوں میں آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بلند ہوتیں۔ مرد و زن تہجّد کے لئے تین تین بجے سے مقررہ جگہوں کی طرف رواں دواں ہو جاتے۔ بیت الدعا، بیت الذکر، بیت الفکر، بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے موقع پانا جُوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔

حضور قادیان کے گلی کوچوں میں ایک ایک قیام گاہ پر خود مہمانوں سے ملنے کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا یہ کیفیّت ہے ؎

ہر راہ کو دیکھا ہے محبّت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اِس راہ گزر سے

مزار حضرت اقدس پر دعا کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ رات کو منارۃ المسیح اور احمدیہ چوک کی بتیاں روشن ہوتیں تو زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ؎

بہار آئی ہے میرے گلستاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

اور زبان خدا کی محبّت کے ترانے گانے لگتی۔

حضرت مسیح موعود کا قریباً سارا خاندان مہمانوں کی طرح پوری پوری فیملی ایک ایک کمرہ میں سمٹ کر پڑی تھی۔ قادیان کے سبھی لوگوں نے احمدی ہوں یا غیر از جماعت اپنے گھروں کے نہیں دل کے دریچے کھول دئے تھے۔ حضور گھروں کے سامنے سے گذرتے تو ہاتھ جوڑ کر بچّوں نے منّتیں کیں کہ مہاراج ہمارے گھر میں تشریف لائیں اور دُودھ پیش کرتے۔ ایک کوٹھی کے سامنے ایک بوڑھا جوڑا کھڑا تھا حضور

نے سلام ودعا کے بعد خیریت پوچھی تو انہوں نے کہا مہاراج ایک عرض ہے اب آگئے ہیں تو جائیے نہ۔

پاکستان اور ہندوستان کی انتظامیہ نے ہر طرح تعاون کیا۔ خوش خُلقی، محبّت سے پیش آئے۔ دونوں جانب سے ہمدردی کا مظاہرہ ہؤا۔ لیکن سفر آخر سفر ہی ہے۔ قانون کی کارروائی سے وہ سفر جو منٹوں میں طے ہونا تھا اب گھنٹے اس پر صَرف ہوئے۔ گاڑی معمول کے مطابق قریباً روز جاتی تھی لیکن اب ہر روز معمول سے دوگنی بلکہ تگنی سواریاں اس میں سوار ہوئیں۔ عورتیں، بوڑھے بعض چھ چھ گھنٹے تک کھڑے ہو کر گئے۔ ایک بزرگ، جماعت کے عہدیدار نے میرے بیٹے کو بتلایا کہ مَیں بیٹھا ہؤا تھا مجھ پہ ایک شخص اِس طرح گِرا کہ مَیں سر اُوپر نہ اُٹھا سکا اور اِسی طرح آخر تک رہا۔ لیکن یہ سب تکالیف اُس لذّت کے بالمقابل کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ اپنے پیارے آقا کی زیارت جی بھر کر ہوئی۔ اب کچھ وقت کے لئے دل کو چین آ ہی گیا۔ آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں جن کی کوئی قیمت ادا ہی نہیں کی جاسکتی۔ بَیت الدعا میں سجدہ میں اپنے خدا سے فریاد کی۔ پیارے آقا کے لئے دعائیں۔ اِس مبارک خاندان کے افراد کے لئے، سِلسلہ کے خدّام، درویشان، اپنے عزیز و اقارب کے لئے دعاؤں کا موقع ملا۔ مقدّس مقامات کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

اُس مادرِ علمی کو جا کر دیکھا جہاں سے علم کا دودھ پیا تھا۔ ایک ایک کمرہ کو دیکھا۔ کالج کے سوئمنگ پُول کو دیکھا۔ عشق و محبّت کے جذبات جہاں جہاں لئے پھرتے رہے دل وہاں وہاں گھومتا رہا۔ اللہ ان جذبات کو قبول فرمائے۔ یہ محبت بڑھتی رہے۔ انسان انسان کو سُکھ پہنچانے پر کمربستہ ہو جائے۔ ایک خدا کو ماننے والے اُس کے بندوں سے بھی محبّت کا درس سیکھ لیں۔ خدا کرے نفرتیں مِٹ جائیں۔ دُکھوں کا ازالہ ہو۔ خدا کے بندے اُس کے آستانہ پہ جبینیں جُھکا کر اُس سے معافی چاہیں اور خدا کرے یہ محبّت و عِشق، دعاؤں، ذکرِ الٰہی، آہوں و زاریوں کے دن پھر بھی نصیب ہوں۔ کبر کی بجائے انکسار و عاجزی، انانیت کی بجائے ہمدردی بنی نوع انسان انسانوں کا شعار بن جائے۔ بھولی بھٹکی مخلوق اُس آسمانی آقا کے دَر پہ آجائے۔ زمین پر خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے۔ پیار و محبّت عام ہو جائے۔ نفرت، بُغض اور حَسد کا قلع قمع ہو جائے۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

خداوند! درویشانِ قادیان کی یہ دُعا بھی سُن لے۔ اپنی رحمت سے اِسے بپایۂ قبولیّت جگہ عطا فرما۔ آمین۔

سلامت روی و باز آئی!

پھر وہ گلی کُوچے تیری حمد سے معمور ہو جائیں۔

حضرت خاتم النّبیّینؐ کا خُدا تعالیٰ پر بے مثال توکّل

(مکرّم خالد محمود سدھو صاحب مربّی سلسلہ)

قرآن مجید میں اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے :-

" یعنی جو اللہ پر توکّل کرتا ہے اللہ اُس کے لئے کافی ہوتا ہے"۔ (سورہ طلاق)

توکّل کے مفہوم کی وضاحت کے لئے ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کے کلمات کی طرف توجّہ کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

" جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اس کو ہم زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور پھر جو کمی رہ جائے وہ خدا کے سپرد کر دیں اور یقین رکھیں کہ خدا اس کمی کو پورا کرے گا"۔

توکّل کے مفہوم کی مزید وضاحت حدیث شریف سے یوں ہوتی ہے :کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ کس چیز پر سفر کر کے آئے ہو۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہؐ اُونٹ کے ذریعہ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اُونٹ کہاں ہے۔ اُس نے عرض کی کہ اُونٹ کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ محبوبِ خدا نے فرمایا اِس کو توکّل نہیں کہتے توکّل تو یہ ہے کہ پہلے اس کا گھٹنا باندھ پھر اس کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ۔

اِس وضاحت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ ان تمام ذرائع کو جو خدا تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں بروئے کار لائے پھر اس کا نتیجہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

کلامِ مجید میں انبیاءِ کرام کے توکّل کی عجیب شان پائی جاتی ہے۔ سورہ عنکبوت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آتا ہے کہ قوم نے حضرت ابراہیمؑ کو قتل کرنے اور جلا کر خاکستر کر دینے کا بھیانک منصوبہ بنایا مگر حضرت ابراہیمؑ ان کے سامنے ہرگز نہیں جھکے نہ کوئی مِنت سماجت کی بلکہ خدا پر بھروسہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ضائع نہ کیا بلکہ آگ کو آپ کے لئے گلزار بنا دیا۔ پھر عزیز مصر کی

بیوی نے حضرت یوسفؑ پر گندا الزام عاید کیا تا کہ آپ رُسوا اور ذلیل ہو جائیں۔ پس حضرت یوسفؑ نے اُس گندے کام سے خدا کی پناہ مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بَری قرار دیا اور اس ملک میں باعزت اور پُر وقار مقام عطا فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے توکّل کی تعلیم دی اور فرمایا کہ

زندہ خدا پر توکّل کرو جس پر کبھی موت وارد نہیں ہوگی۔　(الفرقان)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ آپؐ نے زندگی میں توکّل علی اللہ کی کتنی بے نظیر و بے مثل مثالیں چھوڑی ہیں۔

ہجرت کا واقعہ ہے کہ جب مسلمانوں کی شب کی دعاؤں اور دنوں کی کاوشوں کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے اسلام کا نفوذ دلوں پر شروع ہوا اور لوگ اسلام کی گود میں آنا شروع ہو گئے اس وجہ سے کفار کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ اسلام کی ترقی کو روکنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرنے لگے۔ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر بے حد مظالم ڈھائے۔ آخر کار ایک شب سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ موت کے گھاٹ اُتار دینے کا بھیانک منصوبہ بنایا۔ پھر آپؐ کے گھر کا محاصرہ بھی کر لیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے بلکہ خدا پر توکّل کرتے ہوئے الٰہی مشیّت کے تحت اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے اور دشمن کے سارے منصوبہ پر پانی پھر گیا۔ کیسا شاندار توکّل تھا اور پھر خدا کو اپنے محبوب رسولؐ سے کس قدر پیار تھا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی بینائی سَلب کر لی اور ناکام و نامراد کیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی منزل پر کامیابی سے پہنچ گئے یعنی غارِ ثور میں پناہ گزین ہوئے آپؐ کے ساتھ آپؐ کے وفادار غلام اور عاشقِ صادق سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے۔ ناکام و نامراد دشمن نے کھوجی لے کر آپ کا پیچھا کیا حتیٰ کہ کھوجی ان کو لے کر غارِ ثور کے مُنہ پر جا پہنچا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اِس غار میں ہیں یا پھر آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے جب یہ الفاظ سُنے

"ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کے کم از کم مطالبہ کے میرے تصوّر کے مطابق ہر احمدی کو قرآن کریم کی عربی زبان میں تلاوت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہیئے۔"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

تو بہت غمگین ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دشمن سر پہ آپہنچا ہے۔ خدا کا پیارا رسول اُس وقت کیا فرماتا ہے: ابو بکر! مت غمگین ہو خدا ہمارے ساتھ ہے۔

کھوجی کے اس بیان کے باوجود کفار کُڑھتے ہوئے اور اپنی نامرادی کا رونا روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ سُبحان اللہ اس سے بڑھ کر توکّل علی اللہ کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ دشمن بے نیام تلواریں لے کر آپؐ کے خون کا پیاسا چند قدموں کے فاصلے پر ہو پھر آپؐ کے خدا پر بھروسے کا یہ عالم کہ کامل اطمینان سے فرمایا: خدا ہمارے ساتھ ہے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پاک زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو خدا پر ہمیشہ توکّل رہا اور انسانیت کو توکّل علی اللہ کا ہی درس دیا ہے۔ کروڑوں درود وسلام اس وجود پر جو توکّل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

بچّوں میں اخلاقِ حسنہ کی آبیاری

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچّوں کی تربیت کے بارہ میں والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہر واقفِ زندگی بچّہ جو وقفِ نَو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہیئے۔ جس طرح RADIATION کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح پرورش کرنے والی باپ کی بانہوں میں سچائی اس بچّہ کے دل میں ڈوبنی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا...... اِس لئے اب ان بچّوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدّس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

دین اور دُنیا کی بھلائی حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

(مکرم غلام رسول صاحب اعوان - ڈیرہ غازی خان)

ایک صحابی رضؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضورؐ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے کہ میرے دین و دُنیا سنور جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تین باتوں پر عمل کرو آپ کی مُراد پُوری ہو جائے گی۔ وہ یہ ہیں :-

(۱) جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کہ یہ میری آخری نماز ہے (۲) جب کوئی بات کرے تو اِس بات کا خیال رکھ کہ اُس کے نتیجہ میں معذرت نہ کرنا پڑے (۳) اور جو کچھ دُنیا کے پاس ہے اُس سے بے نیاز ہو جا۔ (حدیث مشکوٰۃ)

پہلی بات جو فرمائی کہ جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کہ یہ تیری آخری نماز ہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ تیری موت کا وقت آگیا ہے مزید مُہلت نہیں مل سکتی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تُو اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا۔ عجز و نیاز کرے گا۔ اپنے گزشتہ گناہوں پر روئے گا اور بخشش طلب کرے گا۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان اُس وقت گناہ کرتا ہے جب اس کو موت کا خطرہ نہ ہو۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان اپنے آپ کو غیر فانی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے جانے میں ابھی بہت دیر ہے مگر دُنیا کو فانی سمجھتا ہے اِس لئے توبہ کی طرف مائل نہیں ہوتا اور توبہ اُس وقت کرتا ہے جب اس کا آخری وقت ہوتا ہے۔ مولانا رومی نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک بادشاہ جشنِ نَوروز کے موقع پر فوج سے سلامی لے رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اس کے پاس اِس قدر فوج ہے۔ اچانک ایک آدمی اس کی طرف فوج سے نکل کر آیا۔ بادشاہ سخت ناراض ہُوا کہ کون ہے جو ایسی حرکت کر رہا ہے۔ جب قریب آیا تو

بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا کہ مَیں عزرائیل ہوں۔ آپ کی جان نکالنے کے لئے آیا ہوں۔ بادشاہ یہ سُنکر تھر تھر کانپنے لگا اور کہا کہ مجھے اجازت دے کہ مَیں گھر جا کر اپنے بیوی بچوں کو مل لوں اور ان کو آخری پیغام دوں۔ عزرائیل نے کہا کہ یہ مُہلت نہیں مِل سکتی۔ اُس نے کہا اچھا اتنی مہلت دے کہ مَیں گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نفل ادا کر سکوں۔ عزرائیل نے کہا کہ اس کی بھی اجازت نہیں۔ تب اُس نے بادشاہ کی رُوح نکال لی اور چلا گیا۔ بادشاہ دھڑام سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور شور مچ گیا کہ بادشاہ کا دل فیل ہو گیا ہے۔ تو دیکھو کہ جب انسان کا آخری وقت آپہنچتا ہے تو اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور گناہوں کی معافی مانگتا ہے مگر اُس وقت یہ اجازت نہیں ملتی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں کہ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہیں مگر اُس وقت کا رونا دھونا کام نہیں آتا۔ اگر دعا کرکے چلتے تو بچائے جاتے...... اصل بات یہ ہے کہ انسان بندگی اور عاجزی کے لئے آیا ہے۔ اُسے دُنیا میں اِس لئے نہیں بھیجا گیا کہ جو کچھ مرضی آئے کرتا رہے اور اُس سے پوچھنے والا نہ ہو بلکہ وہ تو ایک عاجز بندہ ہے اُسے عاجزی اختیار کرنی چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ وہ کونسا گناہ ہے جو ماں معاف نہیں کر سکتی۔ بچہ ساری عمر نافرمانی کرتا رہے اور آخر کسی وقت شرمندہ ہو کر عاجزی سے اپنی ماں سے معافی کا طلبگار ہو تو ماں اُسے بخش دیتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی جو ماں باپ سے ستّر حصّہ زیادہ مہربان ہے بندے کی عاجزی اور شرمندگی کو دیکھ کر معاف کر دیتا ہے۔ پس یہی نسخہ ہے جو امامِ وقت نے بتایا ہے کہ بندہ رو کر خدا سے اپنے گناہ بخشوالے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

چشمِ گریاں سے کیا جس نے وضو ٭ ہو گئیں اس کی خطائیں سب معاف
آنسو جو مُنہ پہ تھے عرقِ انفعال کے ٭ موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لئے

دوسری بات جو حضورؓ نے بتلائی کہ جب تُو کوئی بات کرے تو اِس بات کا خیال رکھے کہ اس کے نتیجہ میں معذرت نہ کرنا پڑے اور یہ صحیح ہے کہ جو جھگڑے دُنیا میں ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ سب زبان کی لغزش ہی کی وجہ سے ہیں۔ عدالتوں میں مقدمات کی بھیڑ بھاڑ، دُنیا میں شر فساد، ایک دوسرے پر حملے اور لڑائیاں اِسی وجہ سے ہو رہی ہیں۔ یہ سب زبان کی لغزش کی وجہ سے ہی ہیں۔ اگر انسان زبان سنبھال کر

"براہِ راست عربی متن سے خدا کے پیغام (قرآن مجید) کو سمجھنا چاہیئے"

(حضرت خلیفة المسیح الرابع)

رکھے۔ بولنے سے پہلے تولے تو دُنیا میں فساد ہی نہ ہو۔ دوسرے کی عزّت کا خیال رکھنا۔ گالی نہ دینا غیبت نہ کرنا وغیرہ یہ سب دینی شعار ہیں۔ جو شخص ان پر پابند رہے گا وہ دُنیا میں امن سے رہے گا۔ مثنوی رومی میں ہے کہ کسی بادشاہ نے اپنے وزیر کو کہا کہ جو چیز سب سے اچھی ہو وہ لاؤ۔ وہ زبان لے آیا۔ دوسرے دن کہا کہ سب سے زیادہ خراب چیز لے آ۔ وہ پھر بھی زبان لے آیا۔ پوچھا یہ کیسے۔ کہا کہ زبان اگر گندی ہے تو دُنیا میں اس سے زیادہ گندی چیز کوئی نہیں اور اگر اچھی ہے تو اس سے زیادہ اچھی اَور کوئی چیز نہیں۔ تو یہ حقیقت ہے کہ زبان پر قابو رکھنا انسان کو بُرائیوں سے بچا لیتا ہے۔

تیسری بات جو حضور نے بتلائی وہ یہ ہے کہ جو کچھ دُنیا کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جا..... اصل بات یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شناخت اور اس سے محبّت کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ دُنیا کے لئے نہیں بنا بلکہ دُنیا اس کے لئے بنی ہے۔ اگر وہ دُنیا کی طرف جُھک گیا تو وہ اپنے مقصد سے دُور جا پڑا کیونکہ دُنیا کی محبّت تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔ ”حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ“۔ جُوں جُوں دُنیا کی طرف جُھکے گا خدا سے دُور ہوتا جائے گا اور اپنے مقصد کو کھو دے گا۔ اِسی لئے حضرت بانیٔ سلسلہ نے فرمایا:-

> ”دُنیا کی لذّات پر فریفتہ مت ہو کہ یہ خدا سے جُدا کرتی ہیں۔ تلخی کی زندگی گذارو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست اُس فتح سے بہتر ہے جو خدا کی ناراضگی کا موجب ہو۔“

پس دوستوں کو چاہیئے کہ اِن تین باتوں کو یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں یہ ہماری نجات کا باعث ہونگی خدا تعالیٰ اِس کی توفیق دے۔

جماعت کا فرض

”مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت کا ایک بچّہ بھی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تو ساری جماعت کو اپنی فکر کرنی چاہیئے جب تک کہ وہ بچّہ قرآن کریم ناظرہ نہ جان لے۔“

(تقریر تربیتی کلاس۔ الفضل ۶ مارچ ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

تحریکِ جدید کی غرض

سیدنا حضرت فضلِ عمر نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں :-

"تحریکِ جدید کو اِس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دُنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے۔

تحریکِ جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ کچھ افراد ایسے میسّر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔

تحریکِ جدید کو اِس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸)

حُسنِ کارکردگی مجالسِ انصاراللہ

سال ۱۹۹۱ء میں مجالس انصاراللہ پاکستان میں حُسنِ کارکردگی کے لحاظ سے علمِ انعامی کی حقدار مجلس اور پہلی دس مجالس کی فہرست حسبِ ذیل ہے۔

یہ فہرست حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کی گئی تھی جو حضور نے منظور فرمائی اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ۔

۱۔ مجلس انصاراللہ ربوہ اوّل اور علمِ انعامی کی مستحق۔

۲۔ مجلس انصاراللہ عزیز آباد کراچی	دوم	۳۔ مجلس انصاراللہ اسلام آباد شرقی	سوم
۴۔ " " دارالذکر فیصل آباد	چہارم	۵۔ " " ناظم آباد کراچی	پنجم
۶۔ " " مغلپورہ لاہور	ششم	۷۔ " " بیت التوحید لاہور	ہفتم
۸۔ " " شاہدرہ لاہور	ہشتم	۹۔ " " دارالفضل فیصل آباد	نہم
۱۰۔ " " کلفٹن کراچی	دہم		

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

شریعت اور قانون کی پابندی

حضرت مصلح موعود نوّر اللہ مرقدہٗ کی ایک تحریر

شریعت اور قانون کی پابندی کا سوال نہایت اہم ہے اور تمام ترقی کا دارو مدار اسی پر ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شریعت اور قانون کی پابندی کرتے ہوئے بھی انسان اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتا ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ صحیح راستہ حقوق کو حاصل کرنے کا یہی ہے۔ ہاں صرف ضرورت عقل و تدبر اور خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں کو معلوم کرنے کی ہوتی ہے اور اس امر کی کہ انسان مومنانہ طور پر دین کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہو۔ جو قربانی کرتا ہے اسے خدا تعالیٰ ضرور فتح دیتا ہے جو منہ سے باتیں کرتا ہے وہ قانون توڑ کر بھی شکست ہی کھاتا ہے۔ پس قربانی کی روح پیدا کریں اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے کام لینے کی عادت ڈالیں پھر [illegible] شریعت اور قانون کی پابندی [illegible] آپ کے لئے روک نہیں بلکہ ہدایت کا موجب بنیں گی۔

والسلام خاکسار

مرزا محمود احمد 22/1/35